رہبر اعظم

سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اخلاقی کارنامہ

(از مولوی عبید الرحمٰن صاحب طالب رحمانی)

قدرت کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ جب کبھی روئے زمین پر وحشت و بربریت جہالت و گمراہی طغیان و سرکشی ظلم و استبداد کا دور دورہ شروع ہوتا ہے حق کی جگہ باطل کا بول بالا ہوجاتا ہے مخلوق کا رشتہ خالق سے کٹ چکا ہوتا ہے اور دنیا ظہر الفساد فی البر والبحر کی پوری پوری مصداق ہوجاتی ہے تو عین اس وقت میں قدرت ایک ایسی ہستی کو مبعوث کرتی ہے جو دنیا اور دنیا والوں سے ضلالت و شقاوت، وحشت و بربریت، تمرد و سرکشی اور ظلم وجور کے سیاہ بادل کو چھانٹ کر دنیا کا مطلع بالکل صاف کردے اور حق وصداقت کی آواز گوشے گوشے میں پھیلا کر کذب و باطل کا بازار ہمیشہ کیلئے ٹھنڈا کردے اور مدتوں کے بھٹکے ہوئے گم گشتہ راہ انسان کو راہ مستقیم پر لگادے۔

آج سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو برس پہلے نہ صرف ریگستان عرب میں بلکہ سارے افق عالم پر کفر و شرک جہالت و شقاوت کے سیاہ .. بادل چھائے ہوئے تھے ظلم و استبداد کا دور دورہ تھا لوگ خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش اور پوجا چھوڑ کر کفر و ضلالت وحشت و بربریت کی عمیق دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔ بتوں کی پوجا ہوتی، شجر و حجر کو اپنا حاجت روا سمجھا جاتا لوگوں کی رگ رگ میں اصنام پرستی سرایت کرچکی تھی، حق وصداقت کی جگہ کذب و باطل کا بول بالا تھا۔ الغرض پورا کرۂ ارضی ظہر الفساد فی البر والبحر کا مصداق بنا ہوا تھا۔ اصنام پرستی کا یہ عالم تھا کہ ستارہائے فلک سے لیکر خاک زمین کے ذرات تک کو اپنا معبود اور حاجت روا سمجھا جاتا تھا۔ ٹھیک اس وقت رحمتِ خداوندی جوش میں آئی اور وادیٔ فاران کی سربلند چوٹی پر نور ہدایت، صداقت و امانت کا روشن آفتاب اپنی پوری آب و تاب سے چمکا وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ (پ مائدہ ع ۳) (تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور واضح کتاب آئی) جس نے کفار عرب کے پرسکون بحر حیات میں ایک حشر انگیز تلاطم برپا کردیا اور اپنی انتھک اور پیہم کوششوں سے صدیوں کے بھٹکے ہوئے گمراہوں کو نکبت و فلاکت ضلالت و شقاوت کی ظلمتوں سے نکال کر رفعت و عروج اور ترقی کے اعلیٰ مقام پر پہنچایا۔ لیکن وہ ازلی بدبخت اور شقی جن کی آنکھیں اندھیاری اور ظلمت کی عادی ہوچکی تھیں اور جن کی رگ رگ میں غلامی سرایت کرچکی تھی جو انقلاب جیسے حیات بخش نغمہ سے گھبراتے تھے اچانک صدائے انقلاب سنکر چلا اٹھے جیسا کہ غلامی کے خوگر اور باطل پرستوں کا ہمیشہ سے دستور رہا ہے۔

یہ بدنصیب باطل پرست یہ خیال کرنے لگے کہ ان کی اس چیخ و پکار سے انقلاب کی یہ آواز دب جائیگی اور ان کی پھونکوں سے ہدایت و نور کا یہ روشن چراغ گل ہوجائیگا قدرت ان کی اس روش اور بیجا سعی کو دیکھکر مسکرا رہی تھی ؎

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن + پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

لیکن جن لوگوں کے قلوب میں آزادی کی تڑپ اور سعادت و برکت کی کچھ دبی ہوئی چنگاریاں باقی تھیں وہ اس صدائے انقلاب پر لبیک کہکر دوڑ پڑے یہی وہ پاک نفوس تھے جنھوں نے اس رہبر اعظم اور دنیا کے سب سے بڑے ریفارمر کی انقلابی تحریک کو دنیا کے چپہ چپہ اور گوشہ گوشہ میں پہنچا دیا۔

مصلح اعظم سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شب و روز کفر و ضلالت جہالت و شقاوت کے دریا میں ڈوبنے والوں کی کمر پکڑ کر موت کے تباہ کن بھنور سے نکالنا چاہتے ہیں لیکن ڈوبنے والے ہیں کہ الٹا آپ کا دست مبارک زخمی کر رہے ہیں۔ آپ تو دن رات اسی فکر میں پریشان و مضطرب اور بے چین ہو رہے ہیں کہ لوگوں کو نکبت و فلاکت اور تباہی و ہلاکت کے عمیق ترین غار سے نکالکر رفعت و عروج اور ترقی کے سب سے بلند مقام لایا جائے لیکن افسوس صد افسوس کرنے والے ہیں کہ آپ پر سنگ باری کر رہے ہیں آپ کو گالیاں دے رہے ہیں آپ کے راستے میں کانٹے بچھاتے ہیں نماز پڑھتے وقت ہنسی اڑاتے ہیں آپ کی گردن مبارک میں چادر لپیٹکر اس زور سے کھینچتے ہیں کہ گردن میں چادر کے نشان پڑجاتے ہیں آپ کو جادوگر اور مجنوں کہتے ہیں باہر نکلتے تو شریر اور اوباش لڑکے پیچھے پیچھے غول باندھکر چلتے ہیں نماز جماعت میں قرآن زور سے پڑھتے تو قرآن کے لانے والے اور قرآن کے اتارنے والے کو گالیاں دیتے ہیں۔

اسی پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ آپ پر غلاظت پھینکی جاتی چنانچہ ایک دفعہ آپ حرم میں نماز ادا فرمارہے تھے سرداران قریش بھی موجود تھے ابوجہل نے کہا کاش اس وقت کوئی جاتا اور اونٹ کی اوجھ ...... اٹھالاتا تاکہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ میں جاتے تو ان کی گردن پر ڈال دیتا۔ عقبہ نے کہا اس کام کو میں کرونگا چنانچہ اوجھ لاکر آپ کی گردن پر ڈال دی۔ قریش مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے مگر ان سب ایذا رسانیوں کے باوجود اس لطف و کرم کے فرشتے اور مجسمۂ اخلاق کا استقلال ملاحظہ ہو کہ آپ کی زبان مبارک سے اف تک نہیں نکلتا۔ آپ کی آنکھیں ان مصائب و آلام اور ایذا رسانیوں پر آنسوؤں کا ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکاتیں اور نہ ہی آپ کے منہ سے اس رنج و غم کے خلاف ایک ہلکی سی آہ ہی نکلتی ہے آپ ہر قسم کا دکھ اٹھاتے ہیں مصیبتیں سہتے ہیں مگر مسکرا کر کہتے ہیں اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ (اے اللہ تعالیٰ میری قوم جاہل ہے تو انھیں عقل اور ہدایت دے) کفار مکہ نے آپ پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے اور سمجھا کہ اس طرح آپ کی انقلابی تحریک بند ہوجائیگی وہ آپ کے خلاف قتل کی منظم سازشیں کرتے مگر آپ اپنی عنایتوں اور کرم گستریوں سے باز نہیں آتے آپ کے خاندان اور ہمسایوں نے آپ کو گالیاں دیں مگر آپ کے منہ سے دعائیں نکلیں۔ آپ کو وطن سے بے وطن کیا گیا مگر آپ کی پیشانی پر شکن تک نہ آئی۔ آپ کو شعب ابوطالب میں بے آب و دانہ نظر بند کیا گیا مگر

آپ کے لبوں سے نفرت و انتقام کی صدا تک بلند نہ ہوئی۔

قریش مکہ نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ایک پولٹیکل کانفرنس منعقد کی گئی جس میں یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ آس پاس کے تمام قبائل کو آپ اور آپ کی جماعت کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا جائے یہاں تک کہ آپ اور آپ کے تمام نام لیواؤں کو صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔ چنانچہ بدر کی لڑائی اسی سازش کا پہلا نتیجہ اور پاس شدہ ریزولیوشن کے نفاذ کا پہلا موقعہ ہے۔

قریش مکہ نے مضافات کے مختلف قبائل میں بڑے بڑے آتش بیان شاعر بھیجے جنھوں نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر آلود آتش بیانی کی اور انھیں اس طرح آپ کے خلاف اکسایا کہ وہ پورے جنگی سازوسامان کے ساتھ میدان جنگ میں اتر آئے اور یہاں سے قریش مکہ کی معیت میں اور عتبہ بن ربیعہ رئیس قریش کی سپہ سالاری میں مدینہ کی جانب بڑھے اور مقام بدر کو اپنی پہلی قیام گاہ بنایا۔ آنحضرت کو بھی ان حالات کی اطلاع ہوئی کہ سارا عرب آپ کے خلاف منظم ہو کر آرہا ہے آپ نے صحابہؓ کو جمع کیا اور واقعہ کا اظہار فرمایا تمام صحابہ انصار و مہاجرین نے اپنے جاں نثارانہ جذبات کا اظہار کیا چنانچہ آپ بھی اپنے تقریباً تین سو جاں نثاروں کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور بدر کے میدان میں فوج کو اترنے کا حکم دیا صبح ہوتے ہی آپ نے فوج کی صف بندی کی دونوں فوجیں باہم دست بگریباں ہوئیں اور ایک گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ مجاہدین اسلام کی شجاعت و بہادری رنگ لائی اور کفار کے بڑے بڑے جلیل القدر جرنیل اور سپہ سالار مقتول ہو کر واصل جہنم ہوئے۔ عین اس وقت جبکہ میدان کارزار گرم ہے رحمۃ للعالمین مجسمۂ اخلاق انتہائی خشوع خضوع کے ساتھ نماز گذار رہے تھے مجاہدین اسلام کا یہ عالم تھا کہ میدان جنگ میں پوری جوانمردی اور پامردی کے ساتھ بڑھ بڑھ کر بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھا رہے تھے۔ مگر مجاہد اعظم سپہ سالار کی پیشانی مبارک خدائے ذوالجلال کی دہلیز پر جھکی ہوئی تھی۔ خدائے ذوالجلال کو آپ کی یہ ادا پسند آئی۔ آسمان سے فرشتے مدد کو اترے تھوڑی دیر میں جنگ کا نقشہ بدل گیا اور رؤساء قریش جو شجاعت اور نامور قبائل کے سپہ سالار تھے ایک ایک کر کے مقتول ہوتے ہیں۔ کفار کے تقریباً ستر آدمی مقتول اور اسی قدر گرفتار ہوئے۔ آپ فتح و کامرانی کا پرچم لہراتے ہوئے اسیروں سمیت مدینہ میں داخل ہوتے ہیں۔

رحمۃ للعالمین کا اخلاقی کارنامہ یعنی قیدیوں کے ساتھ سلوک

ان قیدیوں میں وہ بھی تھے جنھوں نے نہ صرف آپ کو بلکہ آپ کے متبعین اور پیروؤں کو سخت سے سخت ایذائیں دی تھیں وطن سے بے وطن کیا تھا اور آپ کے ساتھ وہ سب کچھ کیا تھا جو جانوروں کے ساتھ بھی کسی طرح روا نہیں۔ اب وقت تھا کہ آپ ایک ایک سے اپنی دیرینہ عداوت و دشمنی کا انتقام لیتے جس طرح چاہتے سخت سے سخت سزائیں دے سکتے تھے نہ کوئی باز پرس کرنے والا تھا نہ ہی کسی قسم کی رکاوٹ تھی لیکن قربان جائیے آپ کے اخلاق حسنہ اور لطف و کرم پر کہ آپ نہ صرف زر فدیہ لیکر بلکہ بہتوں کو بغیر فدیہ ہی کے رہا کر دیتے ہیں۔ کتب سیر و مغازی کے مطالعہ کرنے والوں پر غالباً یہ مخفی نہ ہوگا کہ حنین کی لڑائی میں مسلمانوں کو چھ ہزار قیدی

ہاتھ آئے تھے جن میں وہ لوگ بھی تھے جو ساری زندگی آپ کو مصائب وآلام کا ہدف بنائے رہے اور آپ کو ہر ممکن طریقہ سے مٹانے کی کوششیں کیں۔ چاہیے تو تھا کہ دستور قدیم اور جنگی قانون کے مطابق انھیں لونڈی غلام بنایا جاتا۔ لیکن رحمۃ للعالمین پیکر اخلاق مجسمۂ لطف وکرم کے رحم وکرم اور اخلاق حسنہ کو ملاحظہ کیجیے کہ جب ان قیدیوں کے بارے میں وہی چھ سردار جو طائف کے تبلیغی دورے میں آپ کے جسم مبارک کو زخمی کر چکے تھے نادم ومنفعل آپ کے پاس ان کی رہائی کی درخواست لیکر آتے ہیں تو آپ تمام کو بغیر کسی معاوضہ وبیانہ وسزائے رہائی دیدیتے ہیں کہ کسی کو یہ وہم وگمان تھا کہ قیدیوں کی اتنی کثیر تعداد بغیر کسی معاوضہ کے دفعۃً آزاد کردی جائیگی آپ کا یہ وہ رحم وکرم اور خلق عظیم تھا جسکا دشمن بھی اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے۔

اگر آپ کے اخلاق حسنہ اور عفو ودرگذر کا اس سے زیادہ اور واضح منظر دیکھنا ہو تو فتح مکہ کے واقعہ پر نظر ڈالو کہ مکہ کے فتح ہوجانے کے بعد آپ کو تمام کفار مکہ پر پوری طرح قابو حاصل ہوچکا تھا آپ چاہتے تو ہر ایک سے اپنا اور اپنے صحابہ کا بدلہ لے سکتے تھے اور جس طرح انھوں نے نہ صرف صحابہؓ کو بلکہ آپ کو بے وطن اور بے آب ودانہ رکھا تھا آپ بھی انھیں گھر سے بے گھر کرتے اور پوری طرح اپنی دشمنی کا مزہ چکھاتے لیکن آپ کے لطف وکرم اور اخلاق حسنہ نے گوارا نہ کیا کہاں سے اپنی عداوت اور دشمنی کا انتقام لیا جائے اور زمین کو خون سے لالہ زار بنایا جائے حالانکہ انھیں مکہ والوں میں ابوسفیان بھی تھا جس نے نہ صرف ہجرت سے پہلے بلکہ ہجرت کے بعد بھی آپ اور تمام صحابہؓ کو جو ایذائیں دیں اور جس قدر اسلام کی دشمنی کا ثبوت دیا وہ کسی پر مخفی نہیں مگر آپ نے نہ صرف اسکو معاف ہی کردیا بلکہ اس کے گھر کو دار الامان قرار دیا اور فرمایا من دخل دار ابی سفیان فھو امن۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے وہ مامون ومحفوظ ہے۔ ہاں انھیں دشمنان اسلام میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی تھی جس نے آپ کے محبوب چچا اور اسلام کے ہیرو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعش مبارک کے ساتھ غزوۂ احد میں کیا کچھ برا سلوک نہیں کیا۔ اس نے نہ صرف ان کے سینے کو چاک کیا بلکہ کلیجہ نکالکر دانتوں سے چبایا اور ان کے کان وناک اور دیگر اعضاء کو کاٹ کر ہار بنایا اور گلے میں پہنا لیکن کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اپنے چچا کا انتقام لیا؟

اسی فتح مکہ میں جب آپ نے خطبہ دینے کیلئے تمام لوگوں کو جمع فرمایا تو ان میں وہ لوگ بھی تھے جو اسلام اور بانیٔ اسلام کی بیخ کنی میں سب کے پیش رو تھے وہ بھی تھے جن کی زبان وقلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کے لئے وقف تھیں وہ بھی تھے جنھوں نے تیروں سے آپ کے دندان مبارک کو شہید کیا تھا وہ بھی تھے جنھوں نے آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے تھے وہ تھے جو تبلیغ کے صلہ میں آپ کی ایڑیوں کو خون آلود کردیا کرتے تھے ہاں ہاں ان میں وہ بھی تھے جو غریب مسلمانوں کو جلتی ہوئی ریگ پر لٹا کر ان کے سینوں پر آتشیں مہریں لگایا کرتے تھے لیکن آپ نے ان دشمنانِ اسلام کی طرف دیکھا اور مجسمۂ رحم وکرم بنکر ارشاد فرمایا۔ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ یعنی آج کے

دن تم سے کسی قسم کا مواخذہ نہیں کیا جائیگا جاؤ تم سب کے سب آزاد ہو۔

دورِ حاضر کے حکمرانوں کا دشمن قیدیوں کے ساتھ اخلاقی برتاؤ

آج بھی دنیا میں سینکڑوں حکمران اور حکومتیں ہیں ان کے دشمن بھی ہیں مگر کیا کبھی دیکھا اور سنا گیا ہے کہ کسی حکمران اور کشورکشا نے اپنے کسی دشمن کو اس طرح معاف کرنا تو الگ سزا میں نرمی یا کمی کی ہو۔ ہمارے سامنے دشمنوں اور قیدیوں کے ساتھ برتاؤ کی ایسی خوفناک مثالیں موجود ہیں جن کو سنکر جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

آج سے بہت پہلے مصر پر نظر ڈالو جس کی تہذیب مشہور ہے مگر اسی مہذب مصر کا فرمانروا فرعون بنی اسرائیل کے سینکڑوں معصوم اور بے گناہ بچوں کو قتل کرا دیتا تھا فرعون نے بنی اسرائیل پر ظلم و استبداد کے وہ پہاڑ توڑے جنھیں سنکر روح کانپ اٹھتی ہے، قتل عام، آروں سے زندہ اجسام کو چروا دینا۔ کلہاڑیوں سے کٹوا دینا، زندہ آگ میں جلوا دینا یہی نہیں بلکہ حاملہ عورتوں کے پیٹ تک پھڑوا ڈالنا ادنیٰ سی بات تھی۔

آج یورپ کی تمام سلطنتیں اپنے تئیں تہذیب و تمدن کی مدعی ہیں لیکن ہمارے سامنے اسی مہذب یورپ کے حکمرانوں کے قیدیوں اور دشمنوں کے ساتھ اخلاقی برتاؤ کی ایسی خوفناک و دردانگیز مثالیں موجود ہیں جنھیں لکھتے ہوئے قلم کانپ اٹھتا ہے۔

ابھی کل کی بات ہے کہ اطالوی فوجوں نے حبشہ کو کس طرح تباہ و برباد کر دیا جہانتک حبشی فوجوں کے قتل کا تعلق ہے نظر انداز کے قابل تھا لیکن یہاں تو نہ صرف قیدیوں ہی کو ہلاک کیا جاتا ہے بلکہ زہریلی گیسوں جدید آلات جنگ اور بمبار طیاروں سے ملک کے تمام شہروں دیہاتوں باشندوں مویشیوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا جاتا ہے۔ جنرل فرانکو نے اسپین کو کس طرح تباہ و برباد کیا اخبار بیں طبقہ پر مخفی نہیں۔ بڑی بڑی فلک بوس عمارتوں کو بمبار ہوائی جہازوں سے چند سکنڈ میں تودۂ خاک کر دیا گیا اس وقت نہ کوئی تہذیب و اخلاق کو پوچھتا ہے نہ رحم و کرم کے مقتضیات مدنظر ہوتے ہیں۔ لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل اور اخلاق حسنہ کو دیکھئے کہ آپ کے دشمن آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتے ہیں آپ کو بے آب و دانہ رکھتے ہیں آپ کا عرصۂ حیات تنگ کر دیتے ہیں حتی کہ آپ کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں مگر آپ ہیں کہ باوجود ہر طرح قابو پانے کے رحم و کرم بنکر فرما دیتے ہیں لا تثریب عَلَیْکمُ الیوم فانتم الطلقاء کیا آج دنیا کا کوئی حکمران اور فرمانروا رحم و کرم اور اخلاق کارنامہ کی ایسی واضح اور زندہ مثال پیش کر سکتا ہے؟ ؎

أُولٰئِكَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ
إِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

\+ + +